حکم وعبر

مولانا سعید الرحمن علوی

# اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں خواتین کی علمی و ملی خدمات

حضور نبی کرم خاتم النبیین والمعصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

جس قسم کے حالات سے بنی اسرائیل کو دوچار ہونا پڑا اسی قسم کے حالات میری امت پر آئیں گے اور اس میں اس حد تک مماثلت ہوگی کہ نبی علیہ السلام نے "حذو النعل بالنعل" کی مثال ارشاد فرمائی اور آگے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی بدکردار نے شامت اعمال کے سبب علانیہ اپنی والدہ کے ساتھ منہ کالا کیا تو میری امت میں بھی ایسے روسیاہ ہوں گے جو اس قسم کی حرکت کریں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲)

اسی حدیث میں بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقوں میں بٹ جانے کا ذکر ہے اور امت محمدیہ کے ۷۳ فرقوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی۔ اور یہ ارشاد کہ یہ سب فرقے اور طبقات جہنمی ہوں گے ایک فرقہ ہوگا جو اس مقام عذاب سے محفوظ رہے گا۔ وہ ایک فرقہ اور طبقہ جسکو نجات کی خوشخبری ملی۔ اس کی علامت و نشانی پوچھی گئی تو فرمایا۔ ما انا علیہ واصحابی

گویا حقیقۃً تو حضور نبی کرم علیہ السلام کی اتباع کرنے والے ہوں اور تبعاً صحابہ کرام کی کہ انہوں نے متابعت نبوی اور اسوۂ رسول کو اپنانے میں کمال درجہ کا ثبوت دیا اور ہر موقعہ پر اس مشعل ہدایت کو سامنے رکھا۔

صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کی بحث کے ضمن میں دور اول و آخر کے علماء نے جن دلائل کا ذکر کیا انہیں یہ حدیث بڑی اہم ہے جس کے راوی شیخ الصحابہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور اسکو روایت کیا امام ترمذی قدس سرہ نے۔ جبکہ اس روایت کو برائے نام لفظی اختلاف کے ساتھ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں اور امام ابوداؤد قدس سرہ نے اپنی سنن میں خلیفہ عادل وراشد حضرت معاویہؓ

سے نقل کیا۔ اور جو حضرات صحابہ کرام کے معیارِ حق ہونے کو نہیں مانتے انہیں اہل بدعت و ضلال میں شمار کیا۔

خیر یہ تو برسبیل تذکرہ بات آگئی اصل جو بات کہنا تھی وہ یہ ہے کہ جوں جوں دنیا دورِ نبوی سے دور ہو رہی ہے اور قیامت کا زمانہ قریب آرہا ہے توں توں مختلف النوع فتنے جو دینی اور فکری نوعیت کے ہیں، ہمارے اندر سر اٹھارہے ہیں۔ اس وقت جن نہایت درجہ سنگین مسائل سے ہمیں دوچار ہونا پڑ رہا ہے انہیں سے ایک مسئلہ خواتین کے حقوق کا ہے۔ ایک تو المیہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں فرائض کی کوئی بات کرتا ہی نہیں، سب حقوق کی بات کرتے ہیں۔ اور ماشاء اللہ کچھ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، جنہیں فرائض کی فکر و احساس ہے لیکن انہیں طرح طرح سے نشانہ ستم بنایا جاتا ہے۔

اور پھر حقوق کے معاملہ میں ستم یہ ہے کہ قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے جو صورت سامنے آتی ہے اسکا لحاظ کیے بغیر اپنی ہی سوچ کو بنیاد بنایا جاتا ہے یا پھر بین الاقوامی طور پر تہذیب و تمدن کی اجارہ دار قوموں کے افکار و روایات کی نقالی کی جاتی ہے۔ حالانکہ سیدھا سادا مسئلہ یہی ہوتا ہے کہ ہدایت کے حقیقی سرچشمہ قرآن کی طرف رجوع ہو اسکی بنیادی شرح و ترجمانی حضور علیہ السلام نے کی اس پر نگاہیں مرکوز کی جائیں لیکن ایسا نہیں بلکہ اسی عطار کے لونڈے سے دوا لینے کی فکر کی جاتی ہے جو ہماری ہر نوع کی بیماریوں کا باعث ہے۔

اس میں شک نہیں کہ عورت نسل انسانی کا اہم ترین حصہ ہے۔ نسل انسانی کی بقا میں جہاں مرد کا رول ہے وہاں عورت کا بھی کم رول نہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ رب العزت نے قرآن عزیز کی آیت ۱۸۷ سورۃ البقرۃ میں عورت و مرد کو ایک دوسرے کے لیئے بمنزلہ لباس قرار دیا۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔

اور اسی سورۃ کی آیت ۲۲۸ میں حقوق کی بحث کے ضمن میں واضح طور پر فرمایا کہ انمیں سے ہر ایک کے لیے دوسرے کے ذمہ حقوق ہیں۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔

لیکن ساتھ ہی سورۃ نساء کی آیت ۳۲ میں ارشاد فرمایا

اور جن چیزوں میں ہم نے تم کو آپس میں ایک دوسرے پر فوقیت اور برتری عطا کی ہے، ان چیزوں کی ہوس اور تمنا نہ کیا کرو۔

مردوں کا ان کی استعداد کے موافق حصہ ہے اور عورتوں کا ان کی استعداد کے موافق حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے (ترجمہ مولانا احمد سعیدؒ)

اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت و خوبصورتی کے ساتھ مرد و عورت کے الگ الگ دائرہ کار اور ان کی استعداد و استحقاق کا ذکر فرما دیا اور اپنی اپنی حدود سے تجاوز کرنے سے روکا کہ اس طرح کے اقدام سے

ظلم کے راستے وا ہوتے ہیں۔ لیکن جس چیز سے ہمارے مالک نے روکا، ہم اسی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے لیے عنوان ایسا گمراہ کن اختیار کیا کہ توبہ بھلی! کہ صاحب عورت تو مظلوم و بے بس ہے لہٰذا اس کی مظلومیت و بے کسی کے ازالہ کے لیے اس کو آزادی ملنی بڑی ضروری ہے۔

ایسی گمراہ کن گفتگو کرنے والے غالباً نہیں سوچتے کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تھے تو پوری دنیا میں عورت غریب بے کسی و بے بسی کی زندگی گذار رہی تھی حتیٰ کہ بُرا نہ منایا جائے تو کہا جائے گا کہ وہ منڈی کی جنس تھی اس کی خرید و فروخت، اس کے حقوق کی پامالی اور اس کے عزو شرف اور تکریم و وقار کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔

نبی علیہ السلام کے اولین مخاطب حجاز کے لوگ تھے، انہیں سے بھی بلد امین کے باسی، یعنی اس شہر کے افراد جس میں اللہ تعالیٰ کا گھر واقع تھا لیکن وہ اعتقادی، معاشرتی اور اخلاقی طور پر ہر برائی کا شکار تھے ان کی درندگی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے۔ قرآن عزیز نے ان کی حماقتوں اور سفلہ پن کا ذکر کیا (ترجمہ ملاحظہ فرمائیں)

> اور جب انہیں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ مارے رنج کے کالا پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ اور اس چیز کی ننگ و عار سے جس کی اس کو خبر دی گئی تھی قوم سے چھپتا پھرے کہ آیا اس لڑکی کو ذلت گوارا کر کے رہنے دے یا اسکو مٹی میں چھپا دے آگاہ ہو وہ فیصلہ بہت ہی برا ہے جو یہ کر رہے ہیں۔
>
> (النحل: ۵۸-۵۹)

اس دور کی دو بڑی سلطنتوں میں سے ایک ایران کی سلطنت تھی جسکا معاشرتی چہرہ اس طرح مکروہ ہے کہ ذکر کرنا مشکل ہے وہاں کے لوگ ہوس رانی اور جنسی طور پر جس فحش کاری کا شکار تھے اس کا اندازہ اس سے کرنا آسان ہوگا کہ وہاں کسی قسم کی عزیز داری کے تقدس کا لحاظ کیے بغیر ہر شخص ہر عورت سے غیر قانونی نہیں قانونی طور پر بھی ہو جاتا۔ اس سرزمین ایران سے جذباتی رشتہ رکھنے والے طبقات بالخصوص شیعہ اسکول میں متعہ کی جو گرم بازاری ہے کیا عجب کہ وہ اسی قدیم معاشرتی رسم کی صدائے بازگشت ہو۔ ؎

منظور ہے کہ سیم و تنوں کا وصال ہو　　مذہب وہ چاہیئے کہ زنا بھی حلال ہو۔

اِدھر ہندوستان میں حال یہ تھا کہ اگر خاوند مر گیا تو ظالم معاشرہ اس کی بیوہ کو بھی ساتھ ہی جلا ڈالتا اور بیوہ کے نکاح کا جہاں تک تعلق ہے تو اس معاملہ میں اکثر و بیشتر ممالک کا رویہ یکساں تھا لیکن قرآن عزیز نے اس رسم بد پر جہاں لوگوں کو سختی سے ٹوکا اور نکاح ثانی سے روکنا عورت کی آزادی پر حملہ بتلایا وہاں

نبی کریم علیہ السلام نے کئی ایک نکاح بیوہ عورتوں سے کیے حتیٰ کہ پہلا نکاح ۲۵ سال کی بھرپور جوانی کی عمر میں ایک بیوہ سے ہی کیا یعنی سیدتنا خدیجہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ جنہیں قبولِ اسلام کا سب سے پہلے شرف ہی حاصل نہ ہوا بلکہ انہوں نے اپنی بے بہا دولت سرکار دوعالم کے قدموں میں ڈھیر کرکے اور پہلی ہی وحی سے آپ کی غمگساری کا حق ادا کرکے اپنے شرف و مجد کا ثبوت دیا۔

اس زمانہ میں یہ بھی تھا کہ ایک شخص پر قطعاً پابندی نہ تھی کہ وہ کتنی عورتوں سے نکاح رچائے اسلام نے مخصوص معاشرتی حالات کے تحت ۴ تک مستورات بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت تو دی لیکن قیودات اتنی بڑھا دیں کہ مسلم معاشرہ میں بمشکل ایک ہزار میں ایک فرد ایسا ملے گا جو ایک سے زائد بیویاں رکھتا ہو۔

پہلی مرتبہ نکاح پھر طلاق یا بیوگی کی شکل میں دوسری مرتبہ نکاح، اسلام نے عورت کی آزادی کا حق تسلیم کرکے اسے خودمختاری بخشی اور قرآن عزیز میں آیات وراثت نازل کرکے اس ظلم کا قلع قمع کیا جو پوری دنیا میں موجود تھا کہ عورت کا اپنے باپ، بھائی خاوند اور بیٹے وغیرہ کسی کے مال میں کوئی حصہ نہ تھا۔

سورۂ بقرہ کی آیات ۲۲۲ اور ۲۲۳ میں بعض ایسے ارشادات فرمائے گئے جن کے ذریعہ ایام مخصوصہ کے دوران عورتوں کے حق میں ہونے والی افراط و تفریط کا قلع قمع ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ہر بالغ عورت ہر ماہ کچھ دن (حنفی نقطہ نظر سے کم از کم تین دن زیادہ سے زیادہ ۱۰ دن) اس صورتِ حال کا شکار رہتی ہے۔ لیکن کیا اس طرح وہ اچھوت بن جاتی ہے؟ نہیں اور بالکل نہیں۔

اس عرصہ میں مجوس تو اس غریب کو گھر سے نکال ہی دیتے۔ یہود گھر میں رہ کر اسے ایک جانور کیطرح الگ تھلگ رکھتے روٹی ہانڈی بستر چارپائیاں کسی چیز میں اس کا حصہ نہیں تھا نہ وہ کھا سکتی نہ پکا سکتی ایک طرف الگ تھلگ اسے خوراک برائے نام فراہم کردی جاتی اور عیسائی تھے تو وہ ان دنوں میں کسی قسم کا پرہیز نہ کرتے حتیٰ کہ تعلقات زن شوئی کا سلسلہ جاری رہتا۔ انتہا یہ ہے کہ اہل مکہ بھی نصاریٰ کی طرح ہر طرح لذت اندوز ہوتے لیکن اسلام نے ان آیات میں توسط و اعتدال کی راہ اپنائی جس کے نتیجہ میں خاص ان ایام میں عورت کے ساتھ تعلقات مخصوصہ پر تو پابندی لگی البتہ گھر اور معاشرہ میں اسکی جو حیثیت ہے اسمیں سرمو فرق نہ آیا۔

پھر اسلام نے ایمان و اعمال صالحہ کے معاملہ میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ خیر و خوبی کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے۔ ارشاد باری کا ترجمہ ہے۔

جو نیک کام کرے گا وہ مرد ہو کہ عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو۔ تو ہم اسے زندگی

بخشیں گے ایک پاکیزہ زندگی (دنیا میں) اور ان کے اُن کاموں کا جو وہ کیا کرتے ہیں بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔ (النحل: ۹۷)

سورۃ احزاب کی آیت ۳۵ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں کس طرح ہر دو طبقات کو ساتھ ساتھ رکھا۔

بلاشبہ احکام اسلامی کی تعمیل کرنے والے مرد اور احکام اسلامی کو بجالانے والی عورتیں اور ایماندار مرد اور ایمان دار عورتیں اور فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

یہ گفتگو اس مقصد کے لیے نہایت کافی ہے کہ اسلام کے نزدیک عورت اچھوت نہیں اسے مسلم معاشرہ میں بڑا باوقار اور شرف و مجد کا مقام حاصل ہے لیکن بعض مدعیان اسلام کا ہی معاملہ یہ ہے کہ وہ اس پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ جو کچھ اسلام نے عورت کو دیا وہ ناکافی ہے بلکہ ضرورت ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کی ممبر ہو، ہر سطح کے بلدیاتی اداروں میں ہو صوبوں اور مرکز میں اس کا وزارتی حصہ ہو مختلف النوع کھیلوں میں اس کا برابر کا حصہ ہو اور وہ شریک ٹیم ہو۔ مختلف النوع پارٹیوں اور سوسائٹیوں میں وہ مرد کے شانہ بشانہ ہو غیر مردوں سے اس کے اختلاط کا معاملہ کھلم کھلا ہو وغیر ذالک۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ بے قید آزادی ہے جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان کا نور ہے وہ اس قسم کی بیہودہ بات نہیں کہہ سکتا۔ آخر یہ واقعہ ہے کہ مرحوم اقبال جو بخت و اتفاق سے ہمارے قومی شاعر ہیں انہوں نے بھی اس صورت حال سے پناہ چاہی اور نہایت ہی طنز کے سے انداز میں لڑکیوں کی کالج تعلیم کا ذکر کیا اور کہا۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی　　　ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ

ہم کہتے ہیں اور کھلے بندوں کہ ہمیں فلاح نہیں بلکہ فلاح ہے تو حضرت بتول سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول علیہ السلام کے اسوہ میں۔ اور وہ اسوہ تو بڑا واضح ہے وہاں تو شرم و حیا کی بہا

ہے اور حجاب و ستر ایسا ہے کہ ان کا جسم تو رہ گیا ایک طرف شاید ان کے لباس پر بھی غیر کی نظر نہ پڑی ہو۔
نفیس خلیلی نے اس روش پر سخت تنقید کی حتیٰ کہ لکھا۔

مسلمان عورت ہے یا مرغ آبی | کہ سینہ کو تانے چلی جارہی ہے
وہ مردود لیا یہ جس کی دلہن ہے | وہ ملعون بھائی یہ جس کی بہن ہے

اور سید اکبر حسین مرحوم جج الٰہ آباد ہائی کورٹ معروف بہ اکبر الٰہ آبادی نے تو جو کچھ کہا وہ انتہا ہے ایک مسلمان اور قومی درد رکھنے والا انسان وہی کہنے پر مجبور ہے جو مرحوم اکبر نے کہا۔ وہ عورت کی بے حجابی کو مرد کی عقل کے دیوالیہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس روش و طرز عمل کو نہایت ہی طنزیہ انداز میں مرد و عورت دونوں ہی کی بے غیرتی و بے شرمی کا نام دیتے ہیں۔

قرآن و سنت نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مسلمان عورت کو معاشرتی زندگی کے معاملہ میں کچھ حدود کا پابند کیا۔ اس کی ابتدا حضور نبی مکرم علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے کی۔ بلاشبہ وہ مقدس خواتین کہ از کم علامہ ابن حزم ظاہری اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول پوری امت سے افضل ہیں۔ انہوں نے اس کی تفصیلی بحث اپنی مشہور کتاب "الملل والنحل" میں کی۔ اور یہ تو قرآن کی حقیقت ہے کہ وہ امت کی مائیں ہیں لیکن ان امت کی ماؤں کو ارشاد ہوتا ہے۔ (محض ترجمہ ملاحظہ فرمائیں)

اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور گذشتہ دور جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔ اور تم نماز کی پابند رہو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے نبی کے گھر والو اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی دور رکھے اور تم کو خوب پاک صاف رکھے (الاحزاب: ۳۳)

ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کا گھر ایسا تھا کہ وہاں آنے جانے کی ہر مسلمان کو ضرورت تھی۔ مسائل معلوم کرنا کچھ لینا دینا سب اس گھر سے متعلق تھا۔ سیوں مواقع ایسے آسکتے تھے کہ اللہ کے نبی اپنے کاشانہ میں نہ ہوں۔ ایسی شکل میں آنے والے آئیں تو نبی کی بیویوں سے کس طرح کا برتاؤ کریں؟ قرآن عزیز نے بڑی وضاحت سے اس کی رہنمائی فرمائی اور فرمایا

اور نبی کی بیویوں سے تم کوئی سامان مانگنے جاؤ۔ تو وہ سامان پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں کے اور انکے دلوں کے پاک رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور تمکو (اے مسلمانوں) یہ بات کسی طرح جائز ہی نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ۔
(الاحزاب: ۵۳)

اور اسی سورۃ کی اس مشہور آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جو آیت حجاب کہی جاتی ہے اور جسمیں چہرہ کے پردے کا ذکر ہے۔

اے نبی آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی چادریں اُوپر سے اوڑھ کر تھوڑی سی مُنہ کے آگے لٹکا لیا کریں۔ اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو وہ اذیت نہ دی جایا کریں گی (آیت ۵۹)

اس میں بھی اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے نبی علیہ السلام کے گھر سے بات شروع کی اور پھر دوسری عورتوں کو اس میں شامل کیا۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی موقعہ پر اگر خیال پیدا ہو جائے کہ نبی علیہ السلام کی بیویاں اور صاحبزادیاں اپنی عظمت کے اعتبار سے بہت اہم ہیں ان کی بیویوں کو بلاشبہ اسلامی معاشرہ کی اولین خواتین کا شرف حاصل ہے تو شاید وہ اس حوالہ سے ان معاشرتی ضوابط سے آزاد ہوں۔ نہیں بلکہ لازم و ضروری ہے کہ وہ اپنی تمامتر عظمت و مجد کے باوصف ان معاشرتی بندھنوں کی پابندیوں اور خدائی قوانین کا سب سے پہلے ان پر اطلاق ہو۔

سورۂ نور جسمیں بکثرت معاشرتی اور اصلاحی مضامین ہیں اسکی آیت ۳۰ میں تو مردوں کو حکم دیا گیا کہ

وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اسمیں ان کے لیے پاکیزگی ہے۔

تو آیت ۳۱ میں عورتوں کو مخاطب کیا اور فرمایا

آپ مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں۔ مگر ہاں جو اس میں سے مجبوراً کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں یعنی سینوں کو ڈھانک کر اوڑھا کریں اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں الخ

آگے ان اعزہ وغیرہ کا ذکر ہے جن سے شرعی حجاب نہیں یعنی خاوند، باپ، خسر، بیٹا، شوہر کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھائی کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنی ہم مذہب عورتیں، اپنی لونڈیاں، خواہشات سے خالی اور بے غرض خدمت گذار مرد اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوا

مسلمان عورتوں سے یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ چلنے میں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان

کا وہ زیور سجایا جائے جسکو وہ چھپاتی ہیں۔

سورۂ طلاق آیت نمبر ۱ اور سورۂ نساء آیت نمبر ۱۵ میں (مطلقہ) عورتوں تک کو گھر میں رکھنے (الدین کلام کا ایک حصہ مروت کے طور پر ان کے سپرد کرنے کی تلقین کی) کا ارشاد ہوا۔ الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو پھر ان کے معاملہ میں خداوندی ضوابط کے مطابق اگلے اقدام کی اجازت ہے جس میں حدود تک کا مسئلہ آیا ہے۔

قرآنی آیات کے سرسری مطالعہ کے بعد ارشادات رسالت پر ایک نگاہ دوڑالیں اور وہ بھی اختصار کے ساتھ۔ مشہور صحابئ رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا جس میں فرمایا گیا

عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ولائق ہے جونہی وہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے پاس حاضر تھیں اور ام المؤمنین سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حاضر تھیں اتنے میں ایک صحابی جو نابینا تھے آئے اور حاضری چاہی۔ یہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہیں آپ کے مؤذنین کی صف میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہم دونوں سے پردہ کے اندر چلے جانے کا حکم دیا میں نے ان کے نابینا ہونے کا عذر عرض کیا اور مزید کہا کہ اس صورت میں وہ ہمیں تھوڑا دیکھتے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم بھی ان کو نہیں دیکھتیں

یہ حالت ہے نبی علیہ السلام کے کاشانہ کی، کہ ان کی ازواج ہیں۔ انہیں قرآن نے امت کی مائیں کہا لیکن ان ماؤں کو اجازت نہیں کہ وہ نابینا دینی و روحانی بیٹے کی موجودگی میں وہاں رہیں یہاں ایک ہم ہیں کہ شیطان نے ہمارے یہاں کے جاہل پیروں اور مشائخ کو یہ سبق پڑھا رکھا ہے کہ قوم کی بچیاں تمہاری بچیاں ہیں وہ بے حجاب تمہارے سامنے آسکتی ہیں اور قوم جو بد قسمتی سے جہالت کا شکار ہے اس شیطانی حربہ کا اس طرح شکار ہے کہ کسی قسم کی غیرت وشرم کا لحاظ کیے بغیر عورتیں ایسے لیڈروں کے یہاں جاتی اور ان سے ہم کلام ہوتیں اور استفادہ روحانی کرتے کرتے بسا اوقات اپنی عصمت وعفت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں ــــ اور حضور علیہ السلام نے دیور (خاوند کے بھائی) تک کے معاملہ میں حجاب و پردہ کی بات ارشاد فرمائی۔ جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ یہ تمام روایات ہم نے حدیث کی

معروف کتاب مشکوٰۃ سے نقل کیں جبکہ شعب الایمان میں امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث نقل کی جس کے راوی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ارشاد ہوا

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر (جو بری نظر سے دیکھے) اور اس پر بھی جس کو دیکھے (یعنی اگر وہ احتیاط سے کام نہ لے)

بعض دوسری روایات میں جنہیں صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا انہیں باریک کپڑے پہننے سے سختی سے روکا اور ایسی عورتوں کے متعلق فرمایا کہ وہ شیطان کی ایجنٹ ہیں جو دعوت گناہ کا باعث بنتی ہیں انہیں جنت کا داخلہ نصیب نہ ہوگا بلکہ جنت کی ہوا تک سے محروم رہیں گی۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بی بی حضور علیہ السلام کو کوئی تحریر دینا چاہتیں تو انہوں نے پردہ کے پیچھے سے وہ خط آپ کی طرف بڑھا دیا۔

ہم نے تمہیدی گذارشات میں اس طرف توجہ دلائی کہ اسلام نے عورت کے معاملہ پر کس حد تک رعایت برتی۔ اتفاق سے وہ گفتگو طویل ہوگئی پھر ستر و حجاب کی گفتگو بھی ہماری توقع سے بڑھ گئی اصل خواہش یہ تھی کہ ہم قرون اولیٰ کی ان مسلمان عورتوں (ازواج مطہرات بنات النبی اور کابر صحابیات) کا کسی قدر تذکرہ کرتے کہ مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی میں ان کا رول کیا تھا اور کس طرح علم و عمل کی دنیا میں انہوں نے ترقی کے مدارج طے کیے اور ایک دنیا کو مستفید کیا تاکہ ہمارے جدید عزیزوں کے ذہن سے یہ بات نکل جاتی کہ اسلام اور اسلامی معاشرہ نے عورت پر ترقی کے دروازے بند کیے تاہم چند گذارشات اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرما ہی لیں ورنہ یقین جانیں کہ تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں اکابر رجال کے ساتھ ان محترم خواتین کی زندگیوں کے ایمان افروز واقعات کی کمی نہیں۔

اہل سیرت و تذکرہ نے بڑی تفصیل سے ان ابواب کا ذکر کیا جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان معاشرت میں یہ عورتیں کس قدر بلندیوں پر فائز تھیں اور خاص اس دور کی خواتین کا تذکرہ اس لیے زیادہ اہم ہے ایک تو وہ "ما انا علیہ واصحابی" کے زمرہ میں آتی ہیں دوسرے یہ کہ یہیں بتانا یہ ہے کہ اس دور میں جب اسلامی معاشرہ پوری برکات کے ساتھ موجود تھا تو مسلمانوں کا ذہن و قلب عورت کے معاملہ میں کس قدر وسیع تھا اگر اس دور میں علم و شرافت کی راہیں ان پر وا تھیں تو بعد کے کسی دور میں پابندی کا سوال ہی نہیں عورت نے قبول اسلام کے معاملہ میں جو عظمت حاصل کی اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

میری بعثت پیر کے دن ہوئی تو خدیجہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا ورضوانہ نے اسی دن کے

آخر حصہ میں نماز پڑھی جبکہ ابوبکر، زید بن حارثہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معاملہ اگلے دن منگل کا ہے (ابن خمیس ص۲۴۹)

قبول اسلام کے ساتھ اس ماحول میں اعلانِ اسلام کی بات آتی ہے تو جہاں مردوں کے ساتھ یہ سعادت سب سے پہلے ایک غریب مسلمان عورت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہوئی (ابن خمیس ص۲۵۷)

اسلام کے سلسلہ میں مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی کم قربانی نہیں دی اور بے پناہ شدائد کا تحمل کیا "اسد الغابہ" میں حضرت سمیہ کے تذکرہ کو پڑھیں اور اس کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ دیکھیں تو ان کی بہن حضرت فاطمہ اور لونڈیا حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس راہ کی تکالیف کا اندازہ ہوگا۔

جن عورتوں کو قبولِ اسلام کی سعادت حاصل ہوئی انہوں نے کمال درجہ استقامت کے ساتھ اپنے ایمان کی حفاظت کی بخاری کے باب ذکر صلح حدیبیہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے۔

ہم کسی ایسی مہاجر عورت کو نہیں جانتے جو ایمان لاکر پھر مرتد ہوئی ایسا ہوا ہی نہیں۔

طبقات ابن سعد میں حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ہے کہ قبولِ اسلام پر ان کے اعزہ نے دھوپ میں ڈال کر گرم کھانے کھلائے لیکن وہ پابند اسلام رہیں اور جب حضرت زنیرہ تکالیف کے سبب اندھی ہوگئیں اور لوگوں نے کہا کہ لات وعزیٰ نے ایسا کیا تو فرمایا یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (اسد الغابہ تذکرہ زنیرہ) ایمان ویقین کی اس کیفیت کے سبب یہ خواتین عبادات میں اپنی مثال آپ تھیں حضرت عمر کی اہلیہ کا عشاء اور فجر کی جماعتوں میں برابر شریک ہونا بخاری سے ثابت ہے اس طرح عام مسلمان عورتوں کا جمعہ کے اجتماع میں شریک ہونا اور اسکا اہتمام کرنا بخاری میں موجود ہے نماز اشراق اور تہجد کے سلسلہ میں عورتوں کا التزام موطا باب صلاۃ اللیل میں موجود ہے اور مزید تذکرہ بخاری کتاب الطعمہ باب الحشف میں ہے۔

زکوٰۃ وصدقات میں ترغیب پر عورتوں کا اپنے زیورات اتار کر نبی علیہ السلام کے قدموں پر ڈال دینا ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ کے ساتھ مسند احمد جلد ۱ ص۱۴۵ مطبوعہ لبنان میں ہے۔

نفلی روزوں کے اہتمام کا حال مسند احمد ج۵ ص۲۵۵ ابوداؤد کتاب الصیام میں ہے جبکہ بخاری کتاب الصیام میں بھی اس قسم کی روایات ہیں۔

حج کا شوق واشتیاق اور فرضی حج کے بعد نفلی حج وعمرہ میں عورتوں کے اشتیاق کا ذکر بخاری کتاب حج ابوداؤد کتاب المناسک اور مسلم میں ہے۔

جہاد میں خدمات کے ساتھ شوقِ شہادت مردوں کے ساتھ جس طرح عورتوں میں تھا اس کا ذکر

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

قرآن عزیز زندہ کتاب حیات ہے اور مسلمان قوم کی نجات اسی سے وابستہ ہے مسلمان عورتیں عمل بالقرآن کے معاملہ میں جو جذبات رکھتیں ان کا ذکر ابوداؤد کتاب الجنائز، کتاب النکاح اور کتاب اللباس میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

منہیات شرعیہ اور مشتبہات سے بچنے میں عورتوں کے شوق واشتیاق کی داستان مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۲، ص ۲۴۲ ج ۶ ابوداؤد کتاب الوصایا طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسماء میں دیکھیں۔

رسولِ اکرم علیہ السلام مومن کی متاع ہیں ان سے تعلق ومحبت اور ان کی اتباع وتابعداری مسلمان کا اصل سرمایہ ہے اس سلسلہ میں مسلم خواتین کے جذبات کی تصویر مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی، مسند احمد ج ۶ ص ۳۴۹ ابوداؤد کتاب اللباس طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام دینار بخاری کتاب الاستیذان مسند احمد ج ۶ ص ۴۳۰ طبقات تذکرہ حضرت ام سلیم ابوداؤد کتاب الطلاق اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفا ابوداؤد کتاب الجنائز استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیر ابوداؤد کتاب الطب، کتاب العتاق شمائل ترمذی باب حلیہ رسول بخاری کتاب النکاح، نسائی کتاب النکاح سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ ترمذی کتاب المناقب طبقات تذکرہ حضرت قیلہ وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حسن خلق اور فضائل اخلاق اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے اور وہی انسان حقیقی انسان ہے جس میں یہ کمالات موجود ہوں ہماری قابلِ احترام خواتین اس معاملہ میں جس کردار کی حامل تھیں اسکا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں۔

ابوداؤد کتاب الادب، بخاری کتاب المناقب، موطا کتاب الجامع، ادب المفرد باب السخاوۃ طبقات تذکرہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ اصابہ تذکرہ حضرت زینب بنت جحش، اسد الغابہ تذکرہ معاویہ بن خدیج، نسائی کتاب النکاح مسلم کتاب الادب طبقات تذکرہ حضرت حمنہ استیعاب تذکرہ ابن زبیر اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہ عمہ رسول اللہ مسند ابن حنبل ج ۶ ص ۱۸۶ اور ابن ماجہ کتاب النکاح۔

حسن معاشرت کو اللہ تعالیٰ کے رسول نے خیر وخوبی کا باعث بتایا آج بڑی بڑی قدآور شخصیات اس معاملہ میں ہوتی ہیں لیکن اس دور کی عورتیں کہاں کھڑی تھیں اور اس معاملہ میں ان کا کیا مقام تھا احادیث وتذکرہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں مثلاً

بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ مسلم کتاب الفضائل فضل عائشہ، مسند دارمی کتاب الوصایا۔ ادب المفرد باب عیادۃ المریض طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینب، ابوداؤد کتاب الجنائز طبقات

ابن سعد تذکرہ سید الشہدا حضرت حمزہ، مسند ابو داؤد طیالسی ص۲۲۳ موطا امام مالک کتاب الزکوٰۃ۔ طبقات تذکرہ حضرت ام سلیم و حضرت ام ہانی اسد الغابہ تذکرہ حضرت خولہ نسائی کتاب الزینہ ابن ماجہ کتاب الجنائز اسد الغابہ تذکرہ حضرت عاتکہ

طرزِ معاشرت میں ان خواتین نے جس سادگی، قناعت، فقر اور اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی طرح ڈالی اس کا تذکرہ تو اتنا طویل ہے کہ محض حوالے ہی طوالت کا باعث بن جاتے ہیں تاہم چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

ابوداؤد کتاب اللباس۔ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ۔ بخاری کتاب الہبۃ۔ ادب المفرد باب الولوذی جارہ مسلم کتاب الآداب اسد الغابہ تذکرہ حضرت قلیہ نسائی کتاب الطہارہ۔

معاملات کی دنیا ایسی ہے کہ بڑے بڑے لوگ مات کھا جاتے ہیں لیکن مسند ابن حنبل ج۴ ص۱۱ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت صباح اور موطا امام مالک کتاب الاقضیہ باب من لا یجوز من النحل ملاحظہ فرمائیں تو ان خواتین کے حسنِ معاملت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

خدمت ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو مخدوم بناتی ہے اور جو انسان مخدومیت کے مقام پر فائز ہو وہ جب خدمت کرے تو سبحان اللہ۔ ان قابلِ احترام خواتین کی مذہبی، اخلاقی اور علمی خدمات کے مبسوط تذکرہ میں سے ہم بعض چند حوالوں پر اکتفا کریں گے۔

اسد الغابہ تذکرہ حضرت ام شریک۔ بخاری کتاب الغسل موطا کتاب النکاح، اسد الغابہ تذکرہ حضرت زید بن سہل مسلم کتاب الطلاق اصابہ تذکرہ درہ ابوداؤد کتاب الجہاد نسائی کتاب الصلوٰۃ، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز مسند ج۴ ص۹۲ سنن بیہقی ادب المفرد باب الادب اصابہ تذکرہ حضرت تولہ، سیرت عائشہ للسید سلیمان ندوی ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃ علی الصحابہ۔ مسند دارمی ص۲۹ حجۃ اللہ البالغہ مصری ص۱۳۳

اختصار کے ساتھ جو حوالے دیئے گئے ان کی تفصیلات ایک دفترِ دستاویز چاہتی ہیں اس لیے اسی پر اکتفا کر کے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ رب العزت اپنے کرمِ بے پایاں سے ہماری خواتین کو صدرِ اسلام کی ان خواتین کے نقشِ قدم پر چلائے اور وہ نیک صالح اولاد کی تربیت کا باعث بنیں۔